

شیریں تبسم

افسانہ

بدلے نظارت

”ہیں جالے کہاں ہیں جالے.....؟ مجھے تو نہیں
دکھ رہے۔“ امرحہ بے دیواروں پر چاروں طرف نظر
دوڑائی بلکہ چھت تک نہ تک لیا، مگر مجال ہے اسے ایک
جال تو کیا کڑی بھی دکھائی گئی ہوں
”تم اپنی آنکھوں کا علاج کراؤ“ پتہ نہیں ساری

”دیواروں پر دیکھو کتنے جالے لگے ہیں، تم سے
یہ نہیں ہوتا کہ تھوڑی سی گھر کی صفائی بھی کرلو۔“ مسلسل
کچھ دنوں سے مجھے دیوار پر لگے جالے کو فتنہ دلا
رہے تھے آج تو میرے مہر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور صبح
صبح ہی امرحہ کو بے بات کی سادیں



زندگی کیسے گزرے گی تمہاری نظر کی کمزوری کے ساتھ۔ پہلا جملہ اونچی آواز میں اسے سناتے ہوئے اور دوسرا دل ہی میں کہہ سکا۔

”اوہو..... آپ بھی کیا صبح صبح جا لے کر بیٹھ گئے ہیں آج مشتاق بھائی آئیں گے شام کو یاد ہے ناں۔“ امرحہ نے مجھے یاد دہانی کروائی اسے پتہ تھا میں تھوڑا بھلکڑا ہوں۔

”ہوں.....“ میں نے چائے کا سب لیتے ہوئے کہا۔
”مشتاق بھائی ہی ہیں جو گنگڑا بکرا بھی قابو کر لیتے ہیں جب ہی تو مجھے ان کے آنے کا انتظار ہے۔“

”ایک بکرا نہیں لے کر آ سکتے اکیلے۔“ امرحہ کی ہنسی اڑائی دہلی آواز میرے کانوں میں پڑی مگر میں نظر انداز کر گیا۔

”چلو اب میں دفتر کے لئے ہوں۔“ میں نے ناشتہ سے ہاتھ روکتے ہوئے کہا۔

”مشتاق بھائی واپسی پر میرے ساتھ آئیں گے میں نے کہہ دیا ہے ان کو وہ میرے دفتر آ جائیں۔“ اٹھتے ہوئے میں نے دیواروں کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

”جالے ضرور صاف کر لینا۔“ اس نے ناشتہ کے برتن اٹھاتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور میں باہر کی طرف نکل گیا، تقریباً پانچ منٹ ہی ہوئے ہوں گے مجھے اسٹاپ پر کھڑے ہوئے کہ بس آئی میری عادت تھی کہ ٹمس میں بیٹھے ہوئے باہر کے نظاروں سے ضرور لطف اندوز ہوتا تھا ورنہ جو کراچی کی بسوں کی اندرونی حالت ہے اللہ دہائی! بس مسافروں کو بس میں بھرتے ہی جاتے ہیں۔ اس ٹائم پر مجھے اکثر اسکول و کالج جاتے ہوئے بچے دیکھتے تھے۔

”ارے یہ کیا! وقاص سگریٹ پی رہا ہے وہ بھی اسکول کے کپڑے پہنے ہوئے۔ لگتا ہے گھر سے اسکول کا کہہ کر نکلا ہے اور یہاں یہ سب کر رہا ہے۔“ بس سے باہر سڑک کے کنارے پان سگریٹ کے

کھوکھے پر جو میں نے وقاص کو ایسی حالت میں دیکھا تو میرا تو خون ہی کھول اٹھا۔ راشدہ آئے کس محنت سے اپنے تھیم اکلوتے بیٹے کو پال پوس کر بڑا کیا تھا اسکول بھیجا تھا اور آج وہ یہ دن دکھا رہا ہے راشدہ آپا کو اس کی اس حرکت کا پتہ چلے گا تو ان کو تو صدمہ ہی لگ جائے گا میں اسی وقت بس سے اتر گیا، میرا غصہ تو کسی طرح کم ہی نہیں ہو رہا تھا، وقاص کی پٹائی کرنے کے بعد ہی شاید میرا غصہ اترتا، میں چلتے چلتے اس کے قریب پہنچ گیا اور قریب۔

”ارے یہ کیا..... یہ تو وقاص نہیں کوئی اور ہی لڑکا تھا اور اسکول کے یونیفارم میں نہیں بلکہ گھر کے ہی کپڑوں میں تھا۔“ میں نے مارے شرمندگی کے اپنا بڑھا ہوا ہاتھ روک لیا۔

”بھائی صاحب! کچھ بوجھنا ہے آپ کو.....؟“ اس لڑکے نے مجھے اس طرح دیکھا تو بوجھ بیٹھا۔

”ہاں..... نہیں..... ہاں وہ.....“ مجھ سے الفاظ ہی نہیں بن پائے میں نے وہاں سے دوڑ لگائی اور سیدھا اپنے دفتر آ کر دکا۔

☆☆☆☆

”وہ دیکھو وہ بکرا کیسا لگ رہا ہے تم کو.....؟“ مشتاق بھائی نے مجھے دور کونے میں کھڑے ایک خوفناک بکرے کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔
”وہ بکرا..... بالکل نہیں شکل لتی ڈراؤنی ہے اس کی۔“ میں نے صاف بات کی۔

”دماغ تو نہیں چل گیا تمہارا صبح سے پوری منڈی گھوم لی مجال ہے جو تم کو ایک بکرا بھی اچھا لگا ہو بس دور سے ہی دیکھتے ہو اور رنجش کر دیتے ہو۔“ مشتاق بھائی کا صبر ایک دم جواب دے گیا، سچ بات تھی آج صبح سے ہی وہ میرے ساتھ منڈی میں قربانی کے لئے بکرا پسند کر رہا ہے تھے مگر میں کیا کرتا مجھے کوئی بکرا ہی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اب کی بار وہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے زبردستی تھیسٹ کر اسی بکرے کے

قریب لے گئے۔

بہت شدید تھا، ڈاکٹر نے دوا میں دیں اور آبی اسپیشلسٹ کے پاس بھیج دیا۔

”میری نظر بالکل ٹھیک ہے ڈاکٹر بس پیسے بٹورنے کے چکر میں ہیں۔“ میں نے ڈاکٹر کے روم سے باہر نکلتے ہی بخار کی حالت میں ہلکا سا احتجاج کیا۔

”ارے اتنے پیسے تھوڑی لگتے ہیں بس نظر ہی تو چیک کروانی ہے۔“ امرحہ نے دھیسے لچے میں کہا۔
”نظر کی کمزوری سے بھی سر میں درد ہوتا ہے۔“ اس نے مزید وضاحت دی۔

”کیسا لگ رہا ہے چشمہ.....؟“ امرحہ نے کل کے لئے عید کا جوڑا استری کرتے کرتے جو مجھے آئیے میں کھڑا دیکھا تو یو چھو بیٹھی۔

”ہوں..... سچ ہے۔“ میں صوفی پر بیٹھ گیا اور گھر کا تنقیدی جائزہ لینے لگا، مجھے ہر چیز صاف ستھری اچھی لگتی تھی کیونکہ کل عید بھی سب لوگوں کا آنا جانا رہتا ہے۔

”ارے واہ تم نے تو گھر بالکل چمکا دیا ہے سارے جالے صاف کر دیئے۔“ میں نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”شاید جالے گھر میں نہیں آپ کی آنکھوں پر لگے تھے جسے چشمے نے صاف کر دیا اور مشتاق بھائی بتا رہے تھے کہ آپ کو منڈی میں سارے بکرے ڈراؤنے لگ رہے تھے۔“ یہ کہتے ہی امرحہ نے قہقہہ لگایا۔ اور مجھے دوپاروں کے جالے وقاص سے لے کر بکرا منڈی اور گھر میں بندھے بکرے کی ڈراؤنی صورت والی بات سمجھ میں آگئی اور اچھا ہوا عید سے ایک دن نمل ہی مجھے چشمہ لگ گیا ورنہ پوری عید اسی خوف میں گزرتی، ویسے امرحہ کہتی ہے چشمہ لگا کر تو میں بالکل شاید پکڑ جیسا دکھتا ہوں اب امرحہ کے قہقہے میں میرا قہقہہ بھی بلند ہو گیا تھا۔

☆☆.....☆☆

”دیکھو اسے کدھر ہے ڈراؤنا.....؟“

”ارے ہاں واقعی یہ تو بڑا معصوم اور بھولا بھالا بکرا ہے۔“ میں نے ان کی پسند کو دل سے سراہا۔
اب مجھے وہ دہاردار گرد کے سارے بکرے اچھے لگ رہے تھے اور دور کھڑے سارے بکرے ڈراؤنے لگ رہے تھے۔

”مجھ پر سایہ تو نہیں ہو گیا.....؟“ میں نے دل ہی دل میں خوف محسوس کیا اور آیت الکرسی کا ورد شروع کر دیا۔

”شکر ہے کوئی بکرا پسند تو آیا تمہیں.....“ مشتاق بھائی نے طنز کا تیر پھینکا جو میں نے خوشی خوشی قبول کر لیا کیونکہ بکرا پسندانا بھی انہیں تھا میں تو بس دور دور ہی رہتا تھا بکرے سے بچپن سے ہی گھر آ کر بکرے کو اس کے ٹھکانے سے بانڈھ کر بٹھا دیا۔

امرحہ نے اس کے لئے پانی چارہ سب کچھ رکھ دیا تھا اسے بڑا لاڈ تھا قربانی کے بکروں سے۔ کھانا کھانے کے بعد رات دیر تک میں اور مشتاق بھائی باتیں ہی کرتے رہے، کتنے دنوں بعد جوں بیٹھنے کا موع ملتا تھا۔ ورنہ تو مشتاق بھائی کو اپنی دکان سے اور مجھے اپنے دفتر سے فرصت ہی نہیں ملتی تھی، کچھ دیر اور گزری تو

مشتاق بھائی کو نیند نے آکھیرا میں نے انہیں شب بخیر کہا اور اٹھ کر بکرے کی طرف چلا آیا کہ وہ بس تین دن کا مہمان تھا، بکرا ابھی جاگ رہا تھا اور بالکل پرسکون سا بیٹھا ہوا تھا میں چلتے چلتے اس کے قریب آیا اور اسے پیار کیا اور پانی کا خالی برتن پانی سے بھر کر اس کے قریب رکھ دیا اور وہاں سے واپس چلا آیا، کچھ دور پہنچنے کے بعد میں نے اسے پھر مڑ کر دیکھا تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، بکرے کا

منہ پھر سے ڈراؤنا ہو گیا تھا میں نے ہانپتے کانپتے صحن کا دروازہ بند کیا۔

صبح اٹھا تو بہت تیز بخار تھا، ڈاکٹر کو دکھایا، سر درد

98 دواؤں کا نسخہ ستمبر 2016